سوال

درود اور رحمت بھیجنے کے لیے مخصوص الفاظ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

(1) الفاظ صلوۃ اور علیہ السلام کن کے لیے مخصوص ہیں ؟

(2) الفاظ رضی اللہ کن کے لیے مخصوص ہیں ؟

(3) الفاظ رحمۃ اللہ کن کے لیے مخصوص ہیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ساری امت مسلمہ اس بات پر متفق ہے کہ صلوۃ اور سلام کا اطلاق انبیاء علیہ السلام کی ذات عالیہ کے لیے ہے اس بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ ان لفظوں کا اطلاق غیر نبی پر ہو سکتا ہے یا نہیں اس باب میں حافظ ابن کثیر نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر میں زیر آیت :

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ٥٦ ... سورة الاحزاب

نہایت عمدہ اور قیمتی بحث کی ہے جو پیش خدمت ہے چنانچہ فرماتے ہیں : نبیوں کے سوا غیر نبیوں پر صلوۃ بھیجنا اگر تبعا ہو تو بے شک جائز ہے جیسے حدیث میں ہے :

''اللهم صلی علی محمد وآله وازواجه وذريته'' (صحیح البخاري كتاب احاديث الانبياء رقم الباب (10) ح(٣٣٦٩)

ہاں صرف غیر نبیوں پر صلوۃ بھیجنے میں اختلاف ہے بعض تو اسے جائز بتلاتے ہیں اور دلیل میں آیت :

هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ ٤٣ ... سورة الاحزاب

اور آیت

أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ ١٥٧ ... سورة البقرة

(صلی علیھم) پش کرتے ہیں۔ اور حدیث بھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی قوم کا صدقہ آتا تو آپ فرماتے۔ اللھم صلی علیھم(صحيح بخاري كتاب المغاذي باب غزوة الحديبية(٤١٦٦) وصحیح مسلم)چنانچہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ جب میرے والد۔ آپ کے پاس صدقہ کا مال لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(اللھم صلی علی ال ابی اوفیٰ)(صحیح البخاری کتاب الزکاۃ باب صلاۃ الامام عانہ نصاحب الصدقہ (1497) صحیح مسلم(2492)(صحیحین)

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !مجھ پر اور میرے خاوند پر صلوۃ بھیجے تو آپ نے فرمایا:

(صلی اللہ علیک وزوجک)(صححہ الالبانی صحیح ابی داؤد کتاب الوتر باب الصلاۃ علی غیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم (1533)

لیکن جمہور علماء اس کے خلاف ہیں اور کہتے ہیں کہ انبیاء کے سوا اوروں پر خالصتاً صلوۃ بھیجنا ممنوع ہے اس لیے کہ اس لفظکا استعمال انبیاء علیہ السلام کے لیے اس قدر بہ کثرت ہوگیا ہے کہ سنتے ہی ذہن میں یہی خیال جاتا ہے کہ یہ نام کسی نبی علیہ السلام کا ہے تو احتیاط اسی میں ہے کہ غیر نبی کے لیے یہ الفاظ نہ کہے جائیں مثلاً ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ "صلی علیہ" یا علی صلی اللہ علیہ وسلم نہ کہا جائے گو معنا اس میں کوئی قباحت نہیں جیسے "محمد عزوجل" نہیں کہا جاتا حالانکہ ذی عزت اور ذی مرتبہ آپ بھی ہیں اس لیے کہ یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے مشہور ہوچکے ہیں اور کتاب وسنت میں صلوۃ "کا استعمال غیر انبیاء کے لیے ہوا ہے وہ بطور دعا کے ہے اسی وجہ سے "آل ابی اوفی کو اس کے بعد کسی نے ان الفاظ سے یاد نہیں کیا نہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور نہ ان کی بیوی کو یہی مسلک ہمیں بھی اچھا لگتا ہے (واللہ اعلم)

بعض ایک اور وجہ بھی بیان کرتے ہیں یعنی یہ کہ غیر انبیاء کے لیے یہ الفاظ صلوۃ استعمال کرنا کرنا بدعیتوں کا شیوہ ہوگیا ہے وہ اپنے بزرگوں کے حق میں یہی الفاظ استعمال کرتے ہیں پس ان کی اقتداء ہمیں نہ کرنی چاہیے اس میں بھی اختلاف۔ ہے کہ یہ مخالفت کس درجہ کی ہے حرمت کے طور پر یا کراہت کے طور پر یا خلاف اولیٰ ہے۔ صحیح یہ ہے کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے اس لیے کہ بدعتیوں کا طریقہ ہے جس پر کاربند ہونا ہمیں ٹھیک نہیں اور مکروہ وہی ہوتا ہے جس میں نہی مقصود ہو زیادہ تر اعتبار اس میں اسی پر ہے کہ صلوۃ کا لفظ سلف میں نبیوں پر ہی بولا جاتا ہے جیسے کہ عزوجل کا لفظ اللہ تعالے ہی کے لیے بولا جاتا رہا۔

اب رہا"سلام سواس کے بارے میں شیخ ابو جوینی فرماتے ہیں کہ یہ بھی "صلوۃ "کہ معنی میں۔

ہے پس غائب پر اس کا استعمال نہ کیا جائے اور جو نبی نہ ہو اس کے لیے خاصتا اسے بھی نہ بولا جائے پس علی علیہ السلام نہ کہا جائے زندوں اور مردوں کا یہی حکم ہے ہاں جو سامنے موجود ہو اس سے خطاب کرکے

''السلام علیکم یا السلام علیک یا علیکم''

"کہنا جائز ہے اور اس پر اجماع ہے یہاں پر یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ عموماً مصنفین کے قلم سے علی علیہ السلام نکلتا ہے یا علی کرم اللہ وجہہ نکلتا ہے گو معنی اس میں کوئی حرج نہ ہو لیکن اس سے اور صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین کی جناب میں ایک طرح سوء ادبی پائی جاتی ہے ہمیں سب صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین کے ساتھ حسن عقیدت رکھنی چاہیے۔ یہ الفاظ تعظیم وتکریم کے ہیں اس لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ مستحق ان کے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور صلوۃ نہ بھیجنی چاہیے ہاں مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے دعائے مغفرت کرنی چاہیے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک خط میں لکھا کہ بعض لوگ آخرت کے اعمال سے دنیا کے جمع کرنے کی فکر میں ہیں اور بعض مولوی واعظین اپنے خلیفوں اور امیروں کے لیے "صلوۃ کے وہی الفاظ بولتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھے جب تیرے پاس میرا یہ خط پہنچے تو ان سے کہہ دینا کہ "صلوۃ" صرف نبیوں کے لیے ہے اور عام مسلمانوں کے لیے اس کے سوا جو چاہیں دعا کریں حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ہر صبح ستر ہزار فرشتے اتر کر قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کو گھیر لیتے ہیں اور اپنے پر سمیٹ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں اور ستر ہزار رات کو آتے ہیں یہاں تک کہ قیامت کے دن جب آپ قبر مبارک شق ہوگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے۔[ضعفہ حسین سلیم اسد الدارنی محقق الدارمی الدارمی باب ما اکرم اللہ تعالیٰ نبیہ صلی الہ علیہ وسلم بعد موتہ رقم (٩٤) وقال: فیہ علتان الاولیٰ) ضعف عبداللہ بن صالح_(والثانیۃ) الانقطاع ایضاً فان نبیہ بن وہب لم یدرکعباً]

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ وسلام "ایک ساتھ بھیجنے چاہییں صرف صلی اللہ علیہ یا صرف علیہ السلام نہ کہے اس آیت میں بھی دونوں ہی کا حکم ہے پس اولیٰ یہ ہے کہ یوں کہا جائے۔

''صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما ''اس بحث میں بالخصوص ان لوگوں کے لیے بھی دعوت غور و فکر ہے جنہوں نے اپنی مسجدوں کے نام اسلام میں امتیازی حیثیت کی حامل مساجد جیسے رکھے ہوئے ہیں۔

جہاں تک دعائیہ الفاظ "ترضی "اور ترحم" کا تعلق ہے اگر چہ بظاہر ان کا اطلاق سب مومن مسلمانوں کے لیے عام اور یکساں ہے لیکن اندریں صورت افضل و اولیٰ یہ ہے کہ "رضی اللہ عنہ "کو زمرہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کے ساتھ مختص کر دیا جائے اس لیے کہ یہی وہ پاکباز ہستیاں ہیں جن کو خالق الکون نے بنصوص قرآنیہ سند رضا مرحمت فرمائی ہے رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ... سورة البينة: 8

اور پھر عرف عام میں بھی "رضی اللہ عنہ" کے استعمال سے متبادر الی الذہن صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین ہی ہوتے ہیں اور رحمہ اللہ یا رحمۃ اللہ علیہ کا اطلاق عام اولین و آخرین سب پر ہے اس میں بعد والوں میں سے کسی کی نہ تخصیص ہے اور نہ استثناء

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ

ج1ص276

محدث فتویٰ